RELIGIOUS RESEARCH AND EVALUATION OF EDUCATIVE, LEXICOGRAPHIC AND GUIDING CONTRIBUTION OF MUFTI RASHEED AHMAD LUDHYANVI (R.A)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی، دینی، فقہی واصلاحی خدمات کا علمی و تحقیقی جائزہ

Usman Ghani, PhD Research Scholar Department: Quran o Sunnah Faculty: Islamic Studies, Federal Urdu University Karachi, Email: adokhel84@gmail.com ORCID ID https://orcid.org/0000-0003-1904-572X

ABSTRACT:

Mufti Rasheed Ahmad Ludhyanvi (R.A) was a great mufti and renowned Islamic scholar as well. He served in different fields with his knowledge, research and writing. He had keen command on Hadith, Fiqh and other religious affairs. He gave lessons of "Sahi-Bukhari" (Hadith's famous book) 20 times continuously. For about 60 years he wrote thousands of edicts,collection of his selected edicts"Ahsan-ul-Fatawa" printed in 10 volumes. He built famous institution of fatwa named "Darul Iftah-wal-Irshad" (Nazimabad) Karachi.Also he has established a well known Islamic University named "Jamiat-ur-Rasheed"(Ahsan Abad) Karachi known as "Kulya-tush-Shariah"."Jamiat-ur-Rasheed" is a blend of religious and worldly education system,where students are being educated and trained by means of the modern means of teaching that includes the use of computer, internet and projectors etc. It has got the honour to be the one of the best Islamic institute in Pakistan that offers language courses in Arabic and English. Besides other professional courses in Iftah, Islamic Banking, Journalism and Astronomy. This has all been possible because of the endless effort of Mufti Rasheed Ahmad Ludhyanvi (R.A) who was himself a well-known expert in astronomy.His work include formation of a "Calendar comprising of timing of Prayers and Sehr-o-Aftaar. Furthermore, the department of Astrology at the "Jamiat-ur-Rasheed" established by his students in considered to be a well-known institute in Pakistan. In addition to this Mufti Rasheed Ahmad Ludhyanvi (R.A) was also founder of "Islamic Journalism"who got the very first weekly news paper published as "Zarb-e -momin"(urdu\english).His efforts towards Islamic Journalism include publication of newspaper like "Daily Islam" (urdu), monthly magazine such as "Shariah and Business" and "The Truth " (english) contributed a lot towards the development of Islamic Journalism in Pakistan.Mufti Rasheed Ahmad R.A was died on 20 feb-2002 in Karachi.

KEYWORDS**:** *Rasheed Ahmad, Mufti, Hadith, Fiqh, Fatawa, Astronomy, Islamic Journalism.*

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ: تعارف و مختصر جائزہ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی شخصیت اہل علم، علماءاور دینی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ فقیہ العصر کہلانے والی یہ شخصیت دینی و دنیاوی دونوں علوم میں مہارتِ تامہ رکھتی تھی، اہل علم کے ہاں آپ کی تدریسی، اصلاحی اور تصنیفی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شیخ الحدیث، ماہر فلکیات وریاضی، تخریجِ سمتِ قبلہ بذریہ سایہ، طب، فنِ تعمیر میں مہارت، جنات کے علاج کیساتھ ساتھ فتویٰ دینے میں بھی اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ فتاویٰ کے حوالے سے آپ کی تصنیف "احسن الفتاویٰ" کو فتویٰ سازی میں اساس کا درجہ دیا جاتا ہے۔ آپ نے اِفتاء کی معیاری تعلیم دینے کی غرض سے "دارُالافتاء والارشاد" (ناظم آباد۔ کراچی) کی بنیاد رکھی جہاں اعلیٰ

استعداد کے حامل علماء کرام کو فتویٰ نویسی سکھائی جاتی تھی۔ آپ مشہور دینی ادارے "جامعۃ الرشید" کراچی کے بانی بھی ہیں۔ مفتی رشید احمدؒ کی وفات کے بعد اب "دارالافتاء والارشاد" کو "جامعۃ الرشید" میں ضم کر دیا گیا ہے۔ جہاں مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے شاگردِ خاص مولانا مفتی محمد (شیخ الحدیث جامعۃ الرشید، کراچی) کی زیر نگرانی دارالافتاء کا انتظام بحسن وخوبی چل رہا ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ "فلکیات" کے بھی ماہر تھے اور مفتی صاحبؒ کو فلکیات میں خاص دلچسپی تھی چنانچہ مفتی صاحبؒ نے دائمی اوقاتِ نماز اور سحر وافطار کیلنڈر بھی مرتب فرمایا۔ مفتی صاحبؒ کے شاگردوں کی زیرِ نگرانی چلنے والے جامعۃ الرشید کا شعبہ فلکیات پاکستان میں کافی مشہور ہے۔ صحافتی میدان کی اگر بات کی جائے اور خاص کر اسلامی صحافت کی، تو پاکستان میں اسلامی صحافت کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کا سہرا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے سَر جاتا ہے ۔ مفتی صاحبؒ نے جانداروں کی تصاویر اور غیر شرعی اشتہارات سے پاک پاکستان کے پہلے ہفت روزہ "ضربِ مومن" (اردو/انگریزی) کی اشاعت کا آغاز کر کے بظاہر ناممکن نظر آنے والے اس کام کو ممکن بنایا، اور پھر "روزنامہ اسلام" (اردو) نے اس سلسلے کو مزید تقویت بخشی، رفتہ رفتہ اب یہ ادارہ اردو میں ہفت روزہ خواتین کا اسلام، بچوں کا اسلام اور ہفت روزہ "شریعہ اینڈ بزنس" جبکہ انگریزی زبان میں "دی ٹُرتھ" بھی شایع کر رہا ہے۔ اور الحمد للہ اسلامی صحافت کا یہ سفر کامیابی سے ہمکنار ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا کراچی میں 06 ذی الحجہ 1422 ہجری بمطابق 20 فروری 2002 کو انتقال ہوا۔

ولادت اور خاندانی پسِ منظر: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی پیدائش پاکستان کے صوبے پنجاب کے ضلع ملتان، تحصیل خانیوال میں بروز منگل 03 صفر 1341ھ مطابق 26 ستمبر 1922ء کو ہوئی۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے والد کا نام مولانا سلیمؒ ہے۔ جو حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی صحبتوں میں سے ایک منجھے ہوئے ولی اللہ تھے ۔ مولانا سلیمؒ کا تعلق ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے شہر 'لدھیانہ' کے مشہور خاندان سے ہے۔ جو اپنی ذہانت، علم وفضل، تقویٰ، کشف و کرامت، شجاعت، حق گوئی وبے باکی، جسمانی قوت اور انگریزوں سے جہاد میں بہت نمایاں کارناموں کی وجہ سے غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔[1]

تعلیم و تربیت: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے گھر کا علمی، ادبی اور دینی ماحول جس میں رات دن اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی باتیں کان میں پڑتی تھیں۔ فارسی و عربی تو گویا گھٹی میں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ کے والد مولانا سلیمؒ ولی اللہ تھے نور علیٰ نور والدہ محترمہ خود اردو اور پنجابی میں شعر کہہ لیتی تھیں، جو بڑے ہی پُر اثر اور پُر درد ہوتے تھے۔ ایسے علمی ماحول میں آپ کی زندگی کا ابتدائی حصہ گزرا۔[2]

ابتدائی تعلیم: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کو پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید، نماز اور مسائل کی تعلیم شروع کرادی گئی۔ پھر ایک سرکاری پرائمری اسکول میں آپکا داخلہ کرادیا گیا۔ یہاں آپ نے چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اپنی طبعی ذہانت اور محنت سے ہمیشہ سب طلبہ میں ممتاز رہے۔ آپ نے 12 سال کی عمر میں ملتان کے قریب گھوٹا شریف میں تحصیلِ علومِ اسلامیہ کے سلسلے میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ 1353 ہجری (1934ء) میں مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ خانیوال کے قریب جہانگیر آباد کے ایک

قصبے تشریف لے گئے، یہاں آپ نے عربی کتابوں کے ساتھ فارسی کی کتابیں بھی پڑھیں۔ درسِ نظامی کا دوسرا سال آپ نے گھگڑ ضلع گجرانوالا میں بعدازاں جھنگ، اور پھر فنون کی تکمیل کیلئے معقولات کی مشہور درسگاہ "انھی شریف "ضلع گجرات پنجاب تشریف لے گئے۔[3]

علمِ حدیث کی تعلیم: دیگر علوم وفنون کی تکمیل کے بعد 1360 ہجری میں آپ علم حدیث کی اعلیٰ تعلیم کیلئے مشہورِ عالمِ دینی درسگاہ "دارالعلوم دیوبند" (ہندوستان) تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے "صحاحِ ستہ "سمیت موطاامام مالکؒ، موطاامام محمدؒ اور تجوید کی چند کتابیں جید علماء کرام سے پڑھیں۔ "دارالعلوم دیوبند" سے 1361 ہجری میں فارغ التحصیل ہوئے۔[4]

منتخب ومشہور اساتذہ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ جس دور میں علمِ حدیث کی تعلیم کے حصول کے لیے "دارالعلوم دیوبند" تشریف لے گئے تھے وہ دور دارالعلوم دیوبند کے شاندار ادوار میں سے ایک تھا، مفتی صاحبؒ کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند عظیم شخصیتوں سے جگمگا رہا تھا، جس کی وجہ سے مفتی صاحبؒ کو ان عظیم شخصیتوں سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ سے "صحیح بخاری" اور "سُنن ترِمذی" پڑھیں، جنہیں بعدازاں "عربی ادب "کے مشہور اُستاد مولانااعزاز علیؒ امروہوی نے ختم کرائیں۔ مولانااعزاز علیؒ سے آپ نے "ابوداؤد" اور "شمائلِ ترِمذی" بھی پڑھیں۔ "طحاوی" آپ نے مفتی محمد شفیعؒ سے پڑھیں، اسی طرح مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سمیت جید اور ممتاز بزرگانِ دین سے آپ نے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔[5]

عصری علوم وفنون میں مہارت: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نہ صرف قرآن وحدیث کے علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے بلکہ دنیاوی وعصری علوم وفنون میں بھی کمال درجہ ماہر تھے۔ علمِ فلکیات، ریاضی، تخریجِ دائمی نقشہ سحر وافطار وصلوۃ، تخریجِ سمت قبلہ بذریہ سایہ، طب، اور فنِ تعمیر میں بھی اونچے درجے کی مہارت رکھتے تھے۔ مفتی

رشید احمدؒ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری ودنیاوی علوم وفنون میں بھی حیرت انگیز طور پر مہارت کے حامل تھے۔ ریاضی اور فلکیات کے قدیم وجدید نظریات کو نہ صرف خود پڑھا بلکہ اسکی تدریس بھی فرمائی۔ آپ نے دائمی نقشہ/کیلنڈر اوقاتِ نماز وسحر وافطار بھی مرتب فرمایا۔

ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان شریعہ کورٹ مفتی محمد تقی عثمانی (نائب مہتمم دارالعلوم، کراچی) فرماتے ہیں کہ،

مفتی رشید احمدؒ کے خصوصی موضوعات میں سے "علمِ فلکیات" بھی تھا، اس لیئے انہوں نے ہمیں نہ صرف فلکیات کے قدیم وجدید نظریات سے باخبر کرایا، بلکہ اسکے ساتھ اپنی اُپج سے انہوں نے ہمیں ریاضی کی بھی تعلیم دی۔ 'خلاصۃ الحساب' کے منتخب ابواب بھی پڑھائے اور ریاضی کے مختلف فارمولوں اور اقلیدس کی عملی مشق بھی کرائی۔[6]

تدریسی خدمات: سندِ فراغت کے بعد مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے 1362 ہجری میں "جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو ضلع حیدر آباد" سندھ سے تدریسی سفر کا آغاز فرمایا۔ دو سال کے قلیل عرصے بعد جامعہ کے "شیخ الحدیث وصدرِ مدرس" ہوگئے۔ اسکے ساتھ ساتھ "دارالافتاء" کی اضافی ذمہ داری بھی آپکے سُپرد ہوئی۔ 1370 ہجری میں آپ بحیثیت شیخ الحدیث "جامعہ دار الھدیٰ ٹھیری، خیرپور (سندھ) تشریف

لائے۔ جہاں آپ نے صحیح بخاری کیساتھ دوسرے علوم وفنون کی کتابیں پڑھاناشروع کیں۔ چھ سال تک آپ یہاں تدریس کے ساتھ "فتویٰ نویسی" کاکام بھی فرماتے رہے۔1376ہجری میں آپ نے اپنے استاد "مفتی محمد شفیعؒ(بانی دارالعلوم کورنگی۔کراچی) کے اصرارپر دارالعلوم کراچی میں تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہاں آپ نے 1383 ہجری تک تدریس کے فرائض انجام دیئے۔1364ہجری سے 1383 ہجری تک مسلسل 20 سال تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو" صحیح بخاری" کی تدریس کا شرف بخشا۔[7]

فتویٰ نویسی: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کو1362ہجری سے تدریس کی ابتدا سے ہی "فتویٰ نویسی" کے مواقع پیش آتے رہے۔ لیکن 1366 ہجری سے "جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو ضلع حیدرآباد "سندھ میں دارالافتاء کی مستقل ذمہ داری آپ کے سُپرد ہوئی۔1376ہجری میں"دارالعلوم کراچی"میں تدریس کا آغاز فرمانے کے بعد آپ کی نگرانی میں "تخصص فی الفقہ اور تمرینِ افتاء"کا شعبہ "دارالعلوم کراچی"میں قائم کیا گیا۔[8]

دارالافتاء والارشاد(ناظم آباد) کی بنیاد: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی خواہش اور منجانب اللہ غیبی اشارہ پر رمضان 1383 ہجری میں کراچی کے علاقے" ناظم آباد" میں اعلیٰ استعداد رکھنے والے فارغ التحصیل علماء کی تمرینِ افتاء(فتویٰ کی تربیت) کیلئے" دارالافتاء والارشاد" کے نام سے ادارے کی بنیاد ڈالی۔ جس کا شروع میں نام "اشرف المدارس" تھا۔ مفتی رشید احمدؒ کی جب "دارالعلوم–کراچی سے رسمی وابستگی ختم ہوئی تواپنے ادارے کو مرکزِ فیضِ رسانی بنایا۔ رفتہ رفتہ اللہ تعالی نے اس ادارے سے بڑے عظیم الشان کام لیئے۔ مفتی رشید احمدؒ برصغیر ہندوپاک میں "تخصص فی الافتاء" کے اولین بانی شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے اس ادارے نے اپنا مجموعہ فتاویٰ "احسن الفتاویٰ" کے نام سے دس جلدوں پر مرتب فرما کر شائع کیا جو گرانقدر علمی اور فقہی تحقیقات پر مشتمل ہے۔[9]

علوم دینیہ کی مشہور ومعروف درس گاہ جامعۃ الرشید کراچی کی تاسیس: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے 24فروری1994 بمطابق 12رمضان 1414ہجری کواسلامی یونیورسٹی"جامعۃ الرشید-کراچی"کی بنیادرکھی،یہ علاقہ کراچی کے گنجان آبادعلاقے گڈاپ ٹاؤن،گلشنِ معمار احسن آباد میں واقع ہے۔ابتدامیں اس مدرسے میں درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا گیا،رفتہ رفتہ اس مدرسہ نے ایک اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرلی اوراب الحمدُللہ جامعۃ الرشید فیز1 کے بعد اب فیز2میں بھی تعلیم کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ جامعۃ الرشید میں جدید زمانے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ دینی وعصری علوم وفنون پر مشتمل ایسی تعلیم دی جارہی ہے جس سے درسِ نظامی کے فضلاء آج کے تمام جدید چیلنجوں کا نہ صرف ٹھیک طورپرادراک کرسکیں بلکہ بجاطورپران کا مقابلہ بھی کرسکیں۔ جامعۃ الرشید کے شعبہ تعلیمات کو چار سلسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔پہلا سلسلہ: یہ سلسلہ طویل دورانیے کے کورسوں پر مشتمل ہے۔جو"درسِ نظامی"،"معہدالرشیدالعربی"(عربی میں درس نظامی) اور"تحفیظ القرآن"پر مشتمل ہیں۔

2۔دوسرا سلسلہ: یہ سلسلہ چار سالہ دورانیے پر مشتمل پوسٹ گریجویشن کورس "کُلیۃ الشریعۃ" کا ہے۔

3۔تیسرا سلسلہ: یہ سلسلہ 1تا2سالہ تخصصات اور شارٹ کورسوں پر مشتمل ہے، جن میں "تخصص فی الفقہ، تخصص فی الفقہِ المعاملات، تخصص فی القرات، صحافت کورس، انگلش و کمپیوٹر کورس جبکہ شارٹ کورسوں میں قضاو تحکیم، تربیتِ معلمین، بینکنگ کورس، سیرتُ النبی ﷺ، کالم نگاری سیکھیے، ردِ فرقِ باطلہ، فہمِ دین کورس اور سمر کیمپ شامل ہیں۔

4۔چوتھا سلسلہ: یہ سلسلہ علومِ عصریہ سے متعلق ہے جن میں سیکنڈری اسکول، ہائر سیکنڈری اسکول، گریجویشن، حفاظ عریبک اینڈ انگلش لینگویج کورس ماسٹرز پروگرام (ایم-اے اکنامکس، بی-بی-اے، اور ایم-بی-اے) پروگرام شامل ہیں۔[10]

دینی واصلاحی خدمات: مفتی رشید احمد لدھیانوی ؒ جو اپنے حلقہ متعلقین میں "حضرت والا" کے نام سے مشہور تھے۔آپ کی زندگی کا ایک اہم مقصد اصلاحِ امت تھا۔آپ اسی فکر میں ہمیشہ رہتے تھے۔آپ بدعات ور سوم باطلہ کے بے حد خلاف تھے۔عوام الناس کی اصلاح کی غرض سے آپ نے اپنی بے پناہ علمی، فقہی، تدریسی، تصنیفی مصروفیات اور آخر عمر میں شدید علالت کے باوجود " دارالافتاء والارشاد" (ناظم آباد۔کراچی) میں عوام الناس کے لیے نمازِ عصر کے بعد کا وقت مختص فرمایا تھا۔جہاں آپکا وعظ سُننے شہر بھر سے لوگوں کا جمِ غفیر اُمڈ آتا تھا اور جمعۃ المبارک کے دن عصر کے بعد آپکے وعظ کے موقع پر ایک بڑا اجتماع ہوتا تھا۔جس میں کثیر تعداد میں اہلِ علم اور عوام الناس خواتین و حضرات حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔[11]

فلکیات: مفتی رشید احمد لدھیانوی ؒ سے اللہ تعالیٰ نے جو تجدیدی کام لیے ہیں ان میں سے ایک علمِ فلکیات کا احیاء بھی ہے۔مفتی صاحب ؒ کو فلکیات میں دلچسپی تھی، جس کی بناء پر انہوں نے اس فن میں بھی کمال حاصل کر رکھا تھا۔فلکیات ایک ایسا علم ہے جس میں سے تین اُمور کا تعلق براہِ راست مسلمانوں کی عبادات سے ہے 1۔تخریجِ اوقات صلوۃ (یعنی نمازوں کے صحیح اوقات معلوم کرنا) 2۔تخریجِ سمتِ قبلہ (یعنی قبلہ کا رُخ معلوم کرنا) 3۔رؤیتِ ہلال (نیا چاند دیکھنا)

مفتی رشید احمد ؒ علمِ فلکیات بالخصوص مندرجہ بالا مقاصدِ ثلاثہ میں انتہائی مہارت اور مجتہدانہ بصیرت کے حامل تھے۔1977ء میں تخریجِ اوقاتِ صلوۃ، سمتِ قبلہ، رؤیت ہلال اور قمری و شمسی تاریخوں کی تبدیلی کا پوری دنیا میں سب سے پہلا کمپیوٹر پروگرام بنانے والے ماہرِ فلکیات "ڈاکٹر پروفیسر کمال ابدالی" صاحب مقیم امریکہ نے مفتی رشید احمد ؒ کو خط لکھ کر بتایا تھا کہ انہوں نے مفتی صاحب ؒ کی فلکیات سے متعلق کُتب سے استفادہ کیا تھا۔یہ خط "احسن الفتاویٰ" جلد دوم میں درج ہے۔مفتی صاحب ؒ کی اس فلکیاتی مہارت کا بارِ گراں ان کی زندگی ہی میں ان کے جانشینوں نے اُٹھالیا تھا۔آپ ؒ کے شاگرد اور جامعۃ الرشید کے شعبہ تخصص فی الافتاء کے رئیس "مفتی ابو لُبابہ" صاحب اور ان کے تلامذہ یہ فن نسل در نسل منتقل کرتے چلے جا رہے ہیں۔جامعۃ الرشید کے شعبہ فلکیات نے ربیع الثانی 1428ہجری سے ملکی اور عالمی سطح پر

چاند نظر آنے کے امکانات کی تحقیق باقاعدہ شائع کرنا شروع کی اور یہ سلسلہ بِلاناغہ پورے اہتمام کے ساتھ جاری وساری ہے۔ شعبہ فلکیات جامعۃالرشید کی تحقیق اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ جامعہ کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کی جاتی ہے۔[12]

اسلامی صحافت: پاکستان میں اسلامی اور شرعی حدود و قیود کی پاسداری کرتے ہوئے صحافت کی نئی جہت متعارف کرانے کا مرکزی کردار مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی شخصیت ہے۔ جانداروں کی تصاویر، غیر شرعی اشتہارات سے پاک اور عوام الناس کی قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی اور فقہی مسائل پر مشتمل صحافت کا تصور ممکن نہیں تھا، مگر مفتی رشید احمدؒ نے بفضل اللہ تعالیٰ یہ کارنامہ بھی سرانجام دیکر تاریخ میں خود کو اسلامی صحافتی میدان کا بانی ٹھہرایا۔ 23 شعبان 1417 ہجری بمطابق 03 جنوری 1997ء کو سب سے پہلے آپ نے ہفت روزہ "ضربِ مومن" سے آغاز کیا، جس نے عوامی حلقوں اور خاص کر مذہبی ذوق رکھنے والوں کو بہت سرعت سے اپنا گرویدہ بنایا۔ ہفت روزہ ضرب مومن کی اشاعت کو مذہبی حلقوں نے بے حد سراہا، رفتہ رفتہ یہ پاکستان کے مشہور ہفت روزہ اخبارات میں شمار ہونے لگا۔ ہفت روزہ کے بعد روزنامہ کی ضرورت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے یکم رجب 1422 ہجری بمطابق 19 نومبر 2001ء کو "روزنامہ اسلام" کے نام سے روزنامہ اخبار انہی اسلامی خطوط پر جاری ہوا۔ جانداروں کی تصاویر اور غیر شرعی اشتہارات کے بغیر اس پیمانے کے کسی اخبار کا تصور پاکستان میں اس سے پہلے مشکل تھا، لیکن ان دونوں جریدوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کردیا کہ اس دور میں بھی منکرات کے بغیر اخبارات وجرائد کامیابی سے نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ سارے صدقہ ہائے جاریہ مفتی رشید احمدؒ کے نامۂ اعمال کا جگمگاتا ہوا حصہ ہیں۔[13]

خصوصیاتِ خطبات ومواعظ اور اس میں اسلوب و منہج: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے مواعظ اور بیانات دین کے ہر شعبے سے متعلق ہیں۔ آپ کے مواعظ سے بے شمار لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ چونکہ مفتی صاحبؒ ایک جرّی اور نڈر انسان تھے اس وجہ سے آپ حق گوئی کا بَرملا اظہار فرماتے۔ لوگوں کے اصلاح کے حوالے سے آپ لَیتَ ولَعَلَّ سے کام نہیں لیتے بلکہ آپ کو اس بات کی پریشانی ہوتی کہ کیسے منکرات سے لوگوں کو بچایا جاسکتا ہے۔ اس وجہ سے ڈھکی چُھپی بات کیے بغیر آپ منکرات کی تباہی سامنے رکھ کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لاتے۔ آپ نے اپنے وعظ ونصیحت میں ایسے علمی دقائق بھی بیان کیئے ہیں جو بڑے بڑے علماء کرام کے مواعظ میں بھی نہیں ملتے۔ اسلیئے آپ کے مواعظ سے اصلاحِ عمل کیساتھ علمی ترقی بھی حیرت انگیز طور پر ہوتی ہے۔

مواعظ کی چند خصوصیات: 1۔ **محبتِ الٰہیہ:** آپ اپنی ہر مجلس میں حاضرین کو شرابِ محبت سے سرشار فرماتے۔ اور وعظ کے آخر میں لازماً محبتِ الٰہیہ کی دعا فرماتے۔ 2۔ **روحِ محبت:** آپ کے مواعظ میں بڑے اہتمام کیساتھ بار بار یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ محبت کی روح "ترکِ معصیت" ہے۔ آپ کے ہاں محبت کا معیار عباداتِ نافلہ نہیں بلکہ ترکِ منکرات ہوا کرتا ہے۔ 3۔ **تعلق مع اللہ:** آپ کا وعظ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل پیدا کرنے کیلئے محرک ثابت ہوتا ہے۔ 4۔ **ردِ بدعات:** آپکے مواعظ میں ردِ بدعات اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ بات دلوں میں اُتر جاتی ہے۔ 5۔ **ترکِ منکرات:** آپ کے مواعظ میں گناہوں سے بچنے پر بہت زور دیا جاتا تھا، بالخصوص معاشرے میں پھیلے ہوئے

منکرات کی بیخ کنی کی گئی ہے۔6۔**موقع و محل کی رعایت:** حالات وماحول میں جس مضمون کی ضرورت ہوتی تھی اسکے مطابق وعظ فرماتے۔

7۔**علاجِ امراض:** حاضرینِ مجلس میں جو عیوب ہوتیں اسی سے متعلق آپ اپنی زبان سے مؤثر انداز میں اصلاح فرمادیا کرتے تھے۔

8۔**دردِ دل:** آپ کے بیان میں دردِ دل سوز و گداز کا ایسا طوفان ہوتا ہے کہ سخت سے سخت دل بھی پگھلنے لگتا ہے۔[14]

علمی و تصنیفی خدمات: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تصنیفات اور کتابی شکل میں مواعظ کی تعداد سینکڑوں میں ہیں۔15ہزار 560 سے زائد صفحات پر مبنی تصانیف وملفوظات کی تعداد 135 ہے۔بائیس سال کی عمر میں آپ نے زمانہ طالب علمی میں پہلا رسالہ "التحریر الفرید فی ترکیبِ کلمۃِ التوحید" کے نام سے عربی میں زبان میں لکھا۔آپ کی تمام تصانیف علمی خزانہ ہے مگر "احسنُ الفتاویٰ" آپ کی گراں قدر علمی یادگار ہے۔آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں 50ہزار سے زائد فتاویٰ تحریر فرمائے۔ متعدد اہم موضوعات پر آپ نے رسائل تصنیف فرمائے،ان رسائل میں سے چند مشہور یہ ہیں۔اِرغامُ العنید فی میراثِ الحفید، تحریرُ الثقات لمحاذاۃ المیقات،احسنُ القضاء فی الذبحِ باعانۃِ الکسر باء،الارشاد الی مخرجِ الضاد،رفعُ الحجاب عن حکمِ الغراب،السبکُ الفرید لسلکِ التقلید، صبح صادق،فتنۂ انکارِ حدیث، قادیانی مذہب سمیت لاتعداد مختلف الآراء مسائل پر آپ کی تصانیف موجود ہیں۔آپ کے اکثر رسائل جو فقہی معاملات سے متعلق ہیں انہیں "احسنُ الفتاویٰ" میں شامل کر دیا گیا ہے۔[15]مفتی رشید احمد لدھیانویؒ پاکستان،ہندوستان،افغانستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ یورپ اور افریقہ سمیت دیگر کئی ممالک میں بھی کافی مشہور تھے۔اس وجہ سے آپ کے شاگرد دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں۔انہوں نے مختلف زبانوں میں آپ کی تصانیف کا ترجمہ کیا ہے۔عبادات،معاملات،اخلاق،آداب معاشرت،جہادی و سیاسی غرض ہر موضوع پر آپ کی تصانیف اور کتابچوں کی شکل میں مواعظ وملفوظات مختلف ممالک میں اردو زبان کے علاوہ عربی،فارسی،ترکی،انگریزی،تامل،سندھی،پشتو،بلوچی اور گجراتی زبانوں میں شائع ہوئے ہیں۔اتنی کثیر زبانوں میں آپ کے تصانیف اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ایک عالمی شخصیت تھے۔بِلا مُبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اپنی خداداد علمی صلاحیتوں سے پورے عالم کو منور کر گئے۔[16]

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی چند اہم کُتب اور ان کا اسلوب و منہج:

1۔**اِرشادُ القاری الی صحیح البخاری:** یہ کتاب مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے "درسِ بخاری" کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔اس کتاب میں شروع کے 55 صفحات "علمِ حدیث" پر ایک نہایت مفید مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔خاص طور سے حُجیتِ حدیث پر جو بحث اس میں آگئی ہے وہ اپنے اُصول،تجزیہ،مستحکم دلائل اور ٹھوس معلومات کے لحاظ سے اپنے موضوع پر ایک منفرد چیز ہے۔کتاب کا باقی حصہ کتابُ الایمان اور کتابُ العلم تک کی تشریح وتوضیح اور اس سے متعلق فقہ،حدیث،تصوف اور کلام کی نہایت گراں قدر مباحث پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں وسعت سے زیادہ عُمق پایا جاتا ہے۔اسلیئے کتاب میں بعض طویل الذیل مباحث کو نہایت دلنشین اختصار کے ساتھ سمو دیا گیا ہے۔بحیثیتِ

مجموعی علماء اور طلبہ دونوں کیلئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔اور بعض ایسے نکات ومباحث پر مشتمل ہے جو صحیح بخاری کی عام شروع اور امالی میں نہیں ملتے۔[17]

2۔خطبات الرشید: اس کتاب میں مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے مختلف موضوعات پر دیئے گئے خطبات کا تذکرہ ہے۔یہ کتاب 8 جلدوں پر مشتمل ہے۔مفتی صاحبؒ "نفسانی خواہشات" سے بچنے کے حوالے سے اس کتاب میں فرماتے ہیں کہ ،اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہیں اور یہ سوچا کریں کہ کہیں اصل مالک (اللہ تعالیٰ) ناراض نہ ہو جائیں۔قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایمان وہی قبول ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کیساتھ سب سے زیادہ محبت ہو۔اور محبت کا معیار یہ ہے کہ جب دو محبوبوں کا مقابلہ ہو اس وقت جس محبوب کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں آپ کو اسکے ساتھ زیادہ محبت ہے۔اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ کیا واقعی آپ اللہ کے حکم کے سامنے نفس کے تقاضوں کو قربان کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہو رہا ہے تو یہ ایمان قبول ہے۔اللہ کا شکر ادا کیجیئے۔اور اگر اسکے برعکس آپ نفس کے حکم کو اللہ کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں، نفس کا حکم مانتے ہیں اور اللہ کا حکم چھوڑ دیتے ہیں تو یہ ایمان قابل قبول نہیں اسکو صحیح کرنے کی کوشش کیجیئے۔[18]

3۔جواہر الرشید: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے ملفوظات پر مشتمل یہ کتاب 11 جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں مختلف اہم موضوعات پر نہایت پُرتاثیر انداز سے گفتگو فرمائی گئی ہے۔"وسعتِ رزق کے اسباب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ، مجھے اللہ تعالیٰ نے وسعتِ مالیہ سے نوازا ہے۔اور امورِ خیر میں فراخ دلی سے خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اس سے بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ شاید میرے بچے مالی تعاون کرتے ہیں۔یہ بات بالکل غلط ہے۔بحمد اللہ تعالیٰ میرے پاس اس سے کئی گنا زیادہ خزانے ہیں۔مجھ پر فتوحاتِ ربانیہ اور مال ودولت کی شب وروز موسلا دھار بارش کے اسباب یہ ہیں۔1۔اللہ تعالیٰ پر اعتماد 2۔غیر اللہ سے استغناء 3۔شکرِ نعمت 4۔حاجت سے زائد مال امورِ خیر میں خرچ کر دیتا ہوں، جمع نہیں کرتا۔یہ وسعتِ رزق کے اسباب اسلیئے بتاتا ہوں تاکہ علماء مجھ سے نسخہ کیمیاء حاصل کر کے مخلوق کے دروازوں کی خاک چھاننے سے بچ جائیں۔[19] ایک اور جگہ پر مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ،لوگ 'ہندوستان' کو بھارت اور انڈیا کہتے ہیں، ایسا کہنا ٹھیک نہیں۔ہندوستان کہنا چاہیئے، یہ مسلمانوں کا لفظ ہے اور فارسی زبان کا ہے۔اور اسکے معنی بھی ٹھیک ہے 'ہندووں کے رہنے کی جگہ'۔بھارت ہندو راجہ کا نام ہے، اسی راجہ کے نام پر اس علاقے کا نام 'بھارت' رکھ دیا گیا۔اور 'انڈیا' انگریزی زبان کا لفظ ہے۔عرب میں جاہلیت کے زمانے میں شرکیہ نام رکھنے کا رواج تھا۔جیسے عبد الشمس (سورج کا بندہ) عبد العزیٰ (عُزیٰ بُت کا بندہ)، اسی طرح 'ہندوستان' کے مشرکین کا شرک بھی بہت سخت ہے، انکے ہاں مہینوں اور دنوں کے نام بھی شرک پر ہیں۔تو انکے اپنے ملک کے نام میں شرک کیسے نہیں ہوگا۔اسلیئے بھارت نام میں بھی کوئی شرکیہ عقائد چُھپے ہوئے ہونگے۔اور شرک اتنی بُری چیز ہے کہ دور دور کا بھی شبہ ہو تو اس سے بھی بچنا چاہیئے۔[20]

4۔احسنُ الفتاویٰ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے فتاویٰ پر مشتمل "احسنُ الفتاویٰ" دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب شُہرہ آفاق کتابوں میں سے ایک ہے۔ صاحبِ مصنفؒ ان خوش نصیب فقہاء میں سے ہیں جنہیں فارغُ التحصیل ہونے کے فوراً بعد "فتویٰ" کے شعبے سے منسلک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تدریس کے پہلے سال 1362ھ میں آپ کو فتویٰ نویسی کے مواقع میسر آتے رہے۔اور پھر 1366ھ سے مستقل "دارالافتاء" کی ذمہ داری آپ کو سونپے جانے کے بعد اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے آپ ملکِ پاکستان کے نامور مفتیانِ کرام میں سے شمار ہونے لگے۔ آپ کے دیئے گئے فتاویٰ میں سے جو محفوظ ہیں انہیں "احسن الفتاویٰ" میں جمع کیا گیا ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے تلمیذ خاص مفتی احتشام الحقؒ آسیاآبادی (سابق رئیس الجامعۃ الرشیدیۃ آسیا آباد بلوچستان) نے احسن الفتاویٰ جلد نمبر 1 میں لکھا ہے کہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی فقاہت اتنی اعلیٰ درجے کی تھی کہ آپ کے تعمقِ نظر و قوتِ استدلال کی وجہ سے اکثر علماء کے درمیان نزاعی مسائل کے فیصلے کیلئے آپ کے پاس آتے تھے، یہاں تک کہ اکابر علماء بھی اس سے استفادہ بلکہ استناد کرتے رہے۔[21] مفتی محمد ابراہیم قاسمی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، احسن الفتاویٰ علمی و تحقیقی فتاویٰ کا نہایت معتبر و مستند مجموعہ کہلاتا ہے۔اس میں تحقیق و تخریج پر پہلے ہی سے خاص توجہ دی گئی ہے۔ مفتی صاحبؒ کا مزاج مدلل گفتگو کرنے کا تھا، اس لیئے یہ مجموعہ علماء و مفتیانِ کرام کی نظر میں بہت قابلِ اعتماد اور باوزن سمجھا جاتا ہے۔ [22] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی قلم طراز ہیں کہ، حضرت حکیم الامۃ اشرف علی تھانویؒ اور انکے تلامذہ کے بعد کے فتاویٰ میں احسن الفتاوی کو علم و تحقیق کے معیار کے اعتبار سے فتاویٰ کا اہم مجموعہ کہا جاتا ہے۔اس میں شرح و تحقیق، نئے مسائل اور بعض اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔اور فرقِ باطلہ پر مدلل رد کیا گیا ہے۔اس مجموعہ میں کئی اہم فقہی رسائل بھی شاملِ اشاعت ہیں۔[23] مفتی مہربان علی لکھتے ہیں کہ ،احسن الفتاویٰ کے مصنف مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فقیہ اور محققِ عصر ہیں۔آپ کے مجموعہ میں فرقِ باطلہ پر رَد، تہذیب و تمدن کے انقلابات کا کتاب وسنت کی روشنی میں موزوں حل، اور تغیراتِ زمانہ سے بصیرت و آگاہی آپ کی منفرد شان ہے۔ احسن الفتاویٰ میں جن موضوعاتِ مسائل اور رسائل پر لکھا گیا ہے وہ آپ کی بُلند پایہ علمی اور تحقیقِ فکر کے مظہر ہیں۔[24] مولانا زاہد الراشدی فرماتے ہیں کہ، مفتی رشید احمدؒ ملکِ پاکستان کے نامور مفتیانِ کرام میں سے تھے اور مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھ ایک دور میں تیسرا بڑا نام مفتی رشید احمدؒ کا سامنے آتا تھا۔ جن سے مسائل معلوم کرنے کے لیے عامۃ الناس کی ایک بڑی تعداد تو رُجوع کرتی تھی، مگر ان بزرگوں کو ملک بھر کے علماء کرام میں بھی مراجع کی حیثیت حاصل تھی کہ علماء کرام اور مفتیانِ کرام اپنی اُلجھنوں اور علمی اشکالات کو دور کرنے کے لیے انہی سے رُجوع کرتے اور رہنمائی حاصل کرتے تھے۔[25]

6۔ارغامُ العنید فی میراثِ الحفید: (یتیم پوتے کی میراث) قیامِ پاکستان کے کچھ سال بعد صوبہ پنجاب کی اسمبلی میں ایک مسئلہ زیرِ غور آیا، وہ یہ کہ یتیم پوتا میراث کا حقدار ہوتا ہے یا نہیں؟ اخبارات میں مختلفُ الخیال کے لوگوں نے اس مسئلے کے بارے میں اپنی اپنی آراء پیش کی۔ بہت سے لوگ شریعتِ مطہرہ کے قانون کے خلاف پوتے کی وراثت کی پُرزور تائید کر رہے تھے۔اس مسئلے پر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے مدلّل

اور مفصّل بحث فرمائی، جسے رسالہ "ارغامُ العنید فی میراثِ الحفید" کے نام سے شایع کیا گیا۔ یہ رسالہ "احسنُ الفتاویٰ" جلد نمبر 1 میں صفحہ 155 پر موجود ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے اس رسالے میں یتیم پوتے کا میراث میں حصہ دار ہونے کی مخالفت کی، اوران لوگوں کو "منکرین حدیث" ٹھہرایا کہ جو قرآن کریم کے قطعی فیصلے کے خلاف بیٹے کی موجودگی میں یتیم پوتے کی وراثت کو ثابت کر رہے تھے۔ ان کا مقصد اسلامی نظام کو درہم برہم کرنا ہے اور ہر امر و نہی سے آزادانہ زندگی گزارنا ہے۔

تفصیلِ رد: ارغامُ العنید فی میراثِ الحفید میں مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: اسلام سمیت ہر مذہب و ملت میں میراث کی تقسیم کا معیار ضرورت وحاجت مند، خدمت یا لیاقت، یتیم اور قابل رحم ہونے پر نہیں بلکہ یہ حق جس بنیاد پر قائم ہوتا ہے وہ "قرابت" ہے۔ ورنہ ضرورت وحاجت مندی پر مدار ہوتا تو ہر شخص کے مرنے کے بعد اس کے مالدار بیٹے، پوتے، باپ دادا، بیوی، بھائی وغیرہ سب محروم رہتے اور بستی کے فقراء ومساکین اور یتیم وارث بنتے۔ اس سے یہ بات طے ہوگئی کہ وراثت کا مدار رشتہ وقرابت پر ہے تو ساری دنیا اولادِ آدمؑ کی وجہ سے آپس میں رشتہ وقرابت کا تعلق رکھتی ہے۔ حالانکہ ساری دنیا کو حقِ وراثت کا دلانا نہ ہی عقلا ممکن ہے اور نہ کسی مذہب میں اسے قابل عمل سمجھا گیا۔ لہذا االاَقرَب فَالاَقرَب کا قانون سامنے آتا ہے، ترکہ میں وراثت صرف زندہ وارثوں کا ہوتا ہے۔ مورِث سے پہلے مرجانے والے ورثاء کو سرے سے شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ قانونِ میراث سے متعلق آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام الفاظ مردہ اور زندہ دونوں کو شامل نہیں۔ میراث کی کسی ایک آیت سے بھی یہ بات نہیں نکلتی کہ فلاں آدمی اگر زندہ نہ ہو تو اس کے بیٹے کو وراثت میں سے حصہ ملے گا، ایسی کوئی بھی بات کہیں سے ثابت نہیں ہوتی۔ پس وراثت کے معاملے میں پوری اُمَّت متفق ہے کہ وراثت کے حق کی بحث کا تعلق صرف ان ورثاء سے ہے جو مورِث کی موت کے وقت زندہ ہوں۔ مورِث سے پہلے مرنے والوں کا کسی قسم کا استحقاق شریعتِ اسلامی کے نظامِ قانون میں نہیں پایا جاتا۔ اس طرح کے غیر عقلی استحقاق کی مثال صرف ہندوانہ رواجی قانون میں ہے۔[26]

7۔ ہدایۃُ المُرتاب فی فرضیۃِ الحجاب: (فرضیۃِ حجاب) مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے عورتوں کے پردے سے متعلق کئی کتابیں تصنیف کیں ہیں، مگر جب "حجاب" کے بارے میں مختلف آراء سامنے آئیں تو تب آپ نے "ھدایۃُ المُرتاب فی فرضیۃِ الحجاب" کے نام سے رسالہ تحریر فرمایا۔ مفتی صاحبؒ عورتوں کے سخت پردے کے ساتھ ساتھ چہرے کے پردے کے بھی قائل ہیں، اس وجہ سے اس رسالے میں انہوں نے ان لوگوں کے خیالات کی یکسر نفی کی ہے کہ جو خواتین کے یا تو پردے کو ضروری نہیں سمجھتے یا چہرے کو پردے میں شامل نہیں سمجھتے۔ اس رسالے میں شرعی پردے کو قرآن وحدیث، فقہ اور عقلِ سلیم کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ مفتی صاحبؒ دلائل کے ساتھ یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ عورت کو بلا ضرورت برقع میں بھی گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ صرف کسی اہم ضرورت کے لیے پردہ میں باہر نکلنا جائز ہے، مگر برقع میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ "مزیَّن" نہ ہو، کسی قسم کی خوشبو نہ لگائی ہو کلام اور چال ڈھال دلکش نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ فتنہ کا احتمال بھی نہ ہو۔ جن دلائل کی رو سے مفتی صاحبؒ نے خواتین کے پردے کے سلسلے میں اپنا یہ نکتہ بیان کیا ہے وہ دلائل مندرجہ

ذیل ہیں۔ 1۔وَقرنَ فِی بُیُوتِکُنَّ ولَاتبَرَّجنَ تبَرُّجَ الجَاھلِیَّۃِ الأُولیٰ۔ (33۔33) ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو، اور زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کو (نامحرم کے سامنے) ظاہر مت کرو۔ اس آیت میں خطاب اگرچہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کو ہے مگر حکم عام ہے۔ عورت کو گھر میں رکھنے کی حکمت خود قرآن کریم میں مذکور ہے۔ 2۔فَلَا تخضَعنَ بِالقَولِ فَیَطمَعَ الَّذِی فِی قَلبِہٖ مَرَضٌ ۔(33۔32) ترجمہ: نرم لہجے میں (کسی نامحرم سے) گفتگو مت کرو، تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے۔

3۔ وَاِذَاسَاَلتُمُوھنَّ مَتَاعَا فَسئَلُوھنَّ مِن وَّرَآءِ حِجَاب ط ذٰلِکَ اَطھرُلِقُلُوبِکُم وَقُلُوبِھنَّ۔(33۔53) ترجمہ: اور جب پیغمبرؑ کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اس آیت میں بھی خطاب خاص اور حکم عام ہے۔ کیونکہ عام عورتوں میں فتنہ کا احتمال زیادہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال وجواب کی ضرورت کے باوجود بھی عورت برقع وغیرہ میں لپٹ کر سامنے نہ جائے بلکہ پردے کے پیچھے رہ کر ضرورت پوری کی جائے۔ اس طرح کئی احادیث سے بھی ایسا ہی مضمون ملتا ہے۔ 4۔ جیسا کہ ابوداؤد اور سننُ النسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضورؐ کے سامنے بھی عورتیں بغیر کسی مجبوری کے برقع میں بھی نہ آتی تھیں، بلکہ حتیٰ الامکان وراء سَترہ کر اپنی حاجات پیش کرتی تھیں۔ 5۔عن انس رضی اللہ عنہ فی قصۃ تزوج زینب رضی اللہ عنہامن الحدیث الطویل قال:فرجعت فاذاھم قدقاموا فضرب بینی وبینہ الستر وانزل أیۃ الحجاب۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 445) اس حدیث سے بھی یہ واضح ہو رہا ہے کہ بغیر ضرورت سامنے ہونا جائز ہوتا تو ضربِ ستر کی ضرورت نہ تھی بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ گھر لے جاتے اور اپنی ازواج رضی اللہ عنھن کو کپڑے سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم فرمادیتے۔ اسی طرح ترمذی، طبرانی وغیرہ سمیت کئی کتابوں میں اس طرح کی احادیث بکثرت موجود ہیں 6۔ مذاہب ائمہ ثلاثہؒ میں تو شروع ہی سے مطلقاً ہر حالت میں چہرے کا پردہ فرض ہے۔ حنفیہؒ میں سے متقدمین نے شہوت سے مکمل طور پر امن کی صورت میں گنجائش دی تھی مگر متاخرینؒ نے فسادِ زمان کی وجہ سے مطلقاً حُرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ اس طرح اب یہ اجماع کی شکل بن گئی ہے کہ عورت کا چہرہ بھی پردے میں شامل ہے۔[27]

8۔ ہر پریشانی کا علاج: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی اس کتاب میں انسانی زندگی سے متعلق اہم ترین سمجھے جانے والی پریشانیوں اور اسکے علاج کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ انسان اپنے مالی پریشانی، اولاد، عزت، بیماری، شادی، دشمنوں اور آسیب جیسے پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ مفتی صاحبؒ نے مذکورہ تمام مسائل اور پریشانیوں کا علاج بتایا ہے اور علاج کے سلسلے میں زیادہ زور "ترکِ منکرات" پر دیا گیا ہے۔ مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں لوگوں کو نہیں معلوم کہ "اعمالِ صالحہ" کیا ہیں؟ اس سلسلے میں عام لوگوں میں بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ اسلیئے اعمال صالحہ کے معنی بتانا بے حد ضروری ہیں۔ اعمالِ صالحہ سے یہ مراد نہیں کہ نفل عبادت زیادہ کریں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دیں۔[28] اس طرح آگے یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر پریشانی کا علاج "ہوس کو لگام دینے میں ہے"۔ ہم بہت زیادہ نیک تو نہیں بن

سکتے، مگر اپنی ہَوَس کو لگام تو دے سکتے ہیں۔ یہ جو ہر پریشانی ہے کہ فلاں اتنا بڑا مالدار ہے، فلاں کے ملک سے باہر جانے سے بلڈنگیں بن گئیں، اتنی کاریں ہو گئیں، فلاں کے اتنے کارخانے ہو گئے، فلاں اتنی ترقی کر گیا وغیرہ۔ لوگ اس فکر میں گھل گھل کر مر رہے ہیں۔ اللہ کرے اس ہوس کو لگام لگ جائے، محض ہوس نے لوگوں کو پریشان کرر کھا ہے۔ اس ہوس کا علاج ہو جائے تو ساری پریشانیاں اور مصیبتیں دور ہو جائیں۔[29]

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے بعض علمی تفردات: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ علوم قرآن وحدیث پر مکمل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ فقہ کے بھی اعلیٰ پائے کے عالم تھے آپؒ کی یہ خاصیت بھی ہے کہ کئی فقہی مسائل میں آپ اپنا ایک الگ موقف رکھتے ہیں۔ اور یہ اختلافِ رائے بھی دلائل وبراہین کی بنیاد پر ہے، مفتی صاحبؒ کو جو حق نظر آیا وہ انہوں نے بیان فرما دیا۔ آپ کے ان اختلافی آراء کو آپ کے "تفردات" کہا جاتا ہے۔ مفتی صاحبؒ کے کچھ تفردات آگے پیش کیے جا رہے ہیں۔

1۔ صبح صادق: صبح صادق کے وقت کے تعین کے بارے میں یہ بحث کافی مشہور ہے کہ صبح صادق کس وقت ہوتا ہے؟۔ مفتی محمد شفیعؒ (بانی دارالعلوم کراچی) سمیت اکثر علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ صبح صادق کا صحیح وقت وہ ہے کہ جب آفتاب اُفق سے 18 درجہ نیچے ہو۔ جب کہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ سمیت کچھ علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ صبح صادق کا وقت وہ ہے کہ جب آفتاب اُفق سے 15 درجہ نیچے ہو۔ اسی بنا پر عام نقشوں کے اوقات پر بھی علماء کرام کی مختلف آراء ہیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی (سابق چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان) فرماتے ہیں کہ: پاکستان اور ہندوستان کے عام جنتریوں اور نمازوں کے اوقات کے نقشوں میں صبح صادق کا وقت آفتاب کے 18 درجہ زیرِ اُفق کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ نقشے بالکل ٹھیک ہیں مگر جب ان نقشوں کے مطابق "سحری" کا وقت ختم ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ فوراً نمازِ فجر نہ پڑھیں۔ بلکہ 10 یا 15 منٹ انتظار کر کے پڑھیں تاکہ صبح صادق بِلا اختلاف ہو جائے۔ تاہم اگر کسی نے انتظار کیے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔[30] دوسری طرف پاکستان اور ہندوستان کے عام جنتریوں اور نمازوں کے اوقات کے نقشوں پر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ایک بہت اہم علمی اعتراض اٹھایا۔ اور "صبح صادق" کے نام سے ایک فقہی رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس کے اندر مفتی صاحبؒ نے پوری تفصیل کے ساتھ انتہائی مدلل بحث اور پوری دنیا کے اوقاتِ نماز کا نقشہ بھی تحریر کیا ہے، جسے اہلِ علم کے نزدیک بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مفتی صاحبؒ کو 1388 ہجری کو اوقاتِ نماز کے عام نقشوں میں صبح صادق اور عشاء کے وقت سے متعلق غلطی کا علم ہوا۔ پرانے نقشوں کے حساب سے ابتدائے صبح صادق کا وقت وہ ہے کہ جب آفتاب اُفق سے 18 درجہ نیچے ہو۔ جبکہ مفتی رشید احمدؒ اُسے صبح کاذب قرار دیتے ہیں، مفتی صاحبؒ کے نزدیک صبح صادق کا وقت وہ ہے کہ جب آفتاب اُفق سے 15 درجہ نیچے ہو۔ صبح کاذب اور صبح صادق کی پہچان کچھ یوں ہے کہ: **صبح کاذب:** احادیث، فقہ اور ماہرینِ فلکیات کے نزدیک صبح کاذب کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اس وقت روشنی اُفق سے اوپر کی طرف مستطیل ہوتی ہے۔ **صبح صادق:** صبح صادق کے وقت روشنی شمال اور جنوب کی طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔

مفتی رشید احمدؒ نے اپنے اس رسالے "صبح صادق" میں قرآن وحدیث، فقہ اور فلکیاتِ قدیمہ وجدیدہ کے حوالوں اور علماء کرامؒ کے مشاہدات سے ثابت کیا ہے کہ اوقات نماز کے عام نقشوں میں صبح صادق اور عشاء کے اوقات غلط ہیں۔اور صبح صادق کی تحقیق میں عام غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے۔اس رسالے میں بانی دارالعلوم کراچی ومفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی نگرانی میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مفتی ولی حسنؒ اور جناب کلیم صاحب (لیکچرار شعبہ تاریخ اسلام، کراچی یونیورسٹی) سمیت گیارہ جید علماء کرام کی ٹیم نے 1390 ہجری کو اندرونِ سندھ میں جو مشاہدات کیے ان کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس مشاہدے میں غلط فہمی کے اسباب بھی بیان کیے ہیں۔ مفتی صاحبؒ کے نزدیک کراچی میں صبح صادق نقشوں میں دیئے ہوئے اوقات سے مختلف موسموں میں 14 تا 19 منٹ بعد میں ہوتی ہے۔دوسرے مضافات میں (جن کا عرض کراچی سے زیادہ ہے) اس سے بھی زیادہ فرق ہوگا۔رمضان المبارک میں جنتریوں میں دیئے ہوئے وقت سے صرف دس منٹ کے بعد کراچی کی عام مساجد میں فجر کی جماعت قائم ہوجاتی ہے۔یعنی رمضان میں نمازِ فجر وقت شروع ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی جاتی ہے۔اور اذانیں تو تقریباً ہمیشہ ہی قبل از وقت ہوتی ہیں۔[31]

2۔تحریرُ المقال فی التعزیر بالمال: (مالی جرمانہ) مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے سن 1406 ہجری میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔اس رسالہ میں "مالی جرمانہ" کے جائز وناجائز کی بحث تحریر کی گئی ہے۔ مفتی صاحبؒ چونکہ مالی جرمانہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں اور اسے ناجائز کہتے ہیں، اس لیے انہوں نے قرآن، حدیث اور مذاہبِ اربعہ کی نصوص سے ثابت کیا ہے کہ مالی جرمانہ لگانا جائز نہیں۔ائمہ اربعہؒ کے اقوال اور مذاہبِ اربعہ کے فقہاءؒ کے اقوال بھی تحریر کیے گئے ہیں کہ جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مالی جرمانہ جائز نہیں ہے۔[32]

3۔گائے کی قربانی میں ایک شخص کے دو حصے: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے 1410 ہجری میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے، اس رسالہ میں قربانی سے متعلق ایک اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک گائے میں اپنی واجب قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ بھی رکھے، تو کیا دونوں ادا ہو جائیں گے؟۔اس بارے میں مفتی صاحبؒ کا فرمانا ہے کہ صرف واجب قربانی ادا ہوگی، اور عقیقہ ادا نہ ہوگا۔پوری گائے ایک ہی حصہ شمار ہوگا۔ایک جانور میں متعدد نیت کو مفتی صاحبؒ تسلیم نہیں کرتے، البتہ ایک ہی جانور میں واجب قربانی کے ساتھ دیگر واجب قربانی مثلاً دَمِ جنایت کی نیت کرنا ٹھیک ہوگا۔[33]

(خلاصۂ بحث) مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ایک ایسی گراں قدر علمی شخصیت تھی کہ جن کو اللہ تعالی نے علم میں رُسوخ عطا فرمایا تھا۔یہی وجہ تھی کہ آپ بیک وقت مفسّر، محدّث کبیر، فقیہ العصر اور مجدّد زماں کہلاتے تھے۔آپ نے درسِ نظامی کے درجہ سابعہ (ساتویں سال) کے نصاب میں شامل شُہرہ آفاق تفسیر "البیضاوی" پر حاشیہ بھی تحریر کیا ہے، جسے ایچ۔ایم۔سعید کمپنی کراچی نے شایع کیا ہے۔اور اس کے ساتھ "احسنُ الفتاویٰ" جلد نمبر 01 میں بھی متعدد آیات کی تفسیر بیان کر کے ان کی بے غُبار تشریح کی ہے۔آپ کو احادیث میں بھی کمال کا ملکہ حاصل تھا، آپ نے اپنے 40 سالہ تدریسی دور میں 20 سال مسلسل "صحیح البخاری" کی تدریس بھی فرمائی ہے۔ فقہ سے قلبی

لگاؤ اور دلچسپی نے مفتی صاحبؒ کو اس میدان کا بہترین شہہ سوار بنایا تھا۔ فقہی مسائل پر آپ کی کثیر تعداد میں تصنیفات خود ہی اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ فقہ پر دسترس ہی کی وجہ سے آپ نے فلکیات پر بھی تصنیفات کیں، اور دینی مدارس میں فلکیات کی تدریس کی ضرورت کو اُجاگر کرنے کے اولین حامیوں میں سے تھے۔ آپ کی تدریسی، اصلاحی، تصنیفی، فلاحی اور تجدیدی خدمات بہت اعلیٰ وارفع ہیں۔ آپکی کتابوں، مواعظ پر مشتمل کتابچوں اور کیسٹوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپکی پوری زندگی امتِ مسلمہ اور خاص کر راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لے 'چراغِ روشن' کی مانند ہیں۔ اور اسلامی صحافت کا چشمہ تو گویا آپ سے ہی پھوٹا ہے، گویا آپ نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی ایسی علمی واصلاحی خدمت کی ہے کہ جس سے اُمّت کی تشنگی کافی حد تک دور ہوئی ہے۔ آج کے علماء کرام بھی آپ کی تصانیف سے استفادہ کر کے اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے دستِ مبارک سے جس جامعۃ الرشید کی بنیاد رکھی گئی تھی آج وہ ادارہ دینی وعصری علوم میں کامیابیوں کے زبردست منازل طے کر رہا ہے۔ اسی طرح آپ کی ذاتِ بابرکت سے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کا تبدیل ہونا آپکی خدمات کی قبولیت کا منجانب اللہ اشارہ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی مفتی صاحبؒ جیسا علمی و دینی اور فقہی ذوق عطا فرمائے۔ آمین۔

حوالہ جات:

[1] عبدالرحیم، مفتی/انوارالرشید، کراچی، الرشید، 1417ھ، جلد1، ص48

[2] ایضاحوالہ سابقہ، ص52

[3] ایضامحولہ بالا، ص55

[4] ایضامحولہ بالا، ص69

[5] ایضامحولہ بالا، ص203

[6] عثمانی، محمد تقی، مفتی/ نقوشِ رفتگاں، کراچی، معارف القرآن، 2007ء، ص463

[7] عبدالرحیم، مفتی/انوارالرشید، جلد1، ص203

[8] ایضاحوالہ سابقہ

[9] عثمانی، محمد تقی، مفتی/ نقوشِ رفتگاں، کراچی، معارف القرآن، 2007ء، ص463

[10] تعارف جامعۃ الرشید/ مجلسِ علمی سوسائٹی کراچی، الرشید، 2010، ص38

[11] عبدالرحیم، مفتی/انوارالرشید، کراچی، الرشید، 1417ھ، جلد2، ص225

[12] مجلسِ علمی سوسائٹی/تعارف جامعۃ الرشید، کراچی، الرشید، 2010، ص102

[13] عثمانی، محمد تقی، مفتی/ نقوش رفتگاں، ص466

[14] عبدالرحیم، مفتی/انوارالرشید، جلد2، ص233

[15] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/احسن الفتاویٰ، مقدمہ مفتی احتشام الحق آسیاآبادی، ج1، ص19

[16] عبدالرحیم، مفتی/انوارالرشید، جلد2، ص227

[17] عثمانی، محمد تقی، مفتی/البلاغ ماہنامہ، کراچی، ذی الحج 1389ھ، ص05

[18] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/خطبات الرشید، کراچی، الرشید، 2004ء، جلد1، ص73

[19] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/جواہر الرشید، کراچی، الرشید، 1993ء، جلد1، ص30

[20] ایضاحوالہ سابقہ، ص19

[21] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/احسن الفتاویٰ، مقدمہ مفتی احتشام الحق آسیاآبادی، ج1، ص32

[22] قاسمی، محمد ابراہیم، مفتی/کتاب النوازل، ہندوستان، المرکز العلمی للنشر والتحقیق، 2014ء، ص229

[23] رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا/کتاب الفتاویٰ، کراچی، زم زم پبلشر، 2007ء، ج1، ص242

[24] مہربان علی، مفتی/جامع الفتاویٰ، ملتان، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، 1429ھ، ص31

[25] زاہد الراشدی، مولانا/اسلام روزنامہ، لاہور، 13 اکتوبر 2006ء، ص4

[26] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/احسن الفتاویٰ، ج1، ص155

[27] ایضاحوالہ سابقہ، ج9، ص227

[28] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/ہر پریشانی کا علاج، کراچی، کتاب گھر، 1433ھ، ص15

[29] ایضاحوالہ سابقہ، ص51

[30] عثمانی، محمد تقی، مفتی/فتاویٰ عثمانی، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2012، ج1، ص363

[31] لدھیانوی، رشید احمد، مفتی/احسن الفتاویٰ، ج2، ص157

[32] ایضاحوالہ سابقہ، ج5، ص157

[33] ایضا محولہ بالا، ج7، ص543

<u>References</u>

[1]Abdur Raheem,mufti/Anwaar ul Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1417Hijri,volume no1,pg no48
[2]Also previous reference pg no 52
[3]Also quoted above pg no 55
[4]Also quoted above pg no 69
[5]Also quoted above pg no 203
[6]Usmani ,Muhammad Taqi,mufti/Naqoosh –e-Raftagan,Karachi,Marif ul Quran,2007,pg no 463
[7]Abdur Raheem,mufti/Anwaar ul Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1417Hijri,volume no1,pg no203
[8]Also previous reference
[9]Usmani ,Muhammad Taqi,mufti/Naqoosh –e-Raftagan,Karachi,Marif ul Quran,2007,pg no 463
[10]Introduction of Jamiat ur Rasheed,Majlis e Elmi,Karachi,2010,pg no38
[11]Abdur Raheem,mufti/Anwaar ul Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1417Hijri,volume no2,pg no255
[12]Introduction of Jamiat ur Rasheed,Majlis e Elmi,Karachi,2010,pg no102
[13]Usmani ,Muhammad Taqi,mufti/Naqoosh –e-Raftagan,Karachi,Marif ul Quran,2007,pg no 466
[14]Abdur Raheem,mufti/Anwaar ul Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1417Hijri,volume no2,pg no233
[15]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Ahsan-ul-Fatawa,Karachi,H.M Saeed Company,1977,volume no1,pg no19
[16]Abdur Raheem,mufti/Anwaar ul Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1417Hijri,volume no2,pg no227
[17]Usmani ,Muhammad Taqi,mufti/Al-Balagh Monthly,Karachi,Zilhajj1389 Hijri,pg no05
[18]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Khutbaat ur Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,2004,volume no01,pg no73
[19]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Jawahir ur Rasheed,Karachi,Al-Rasheed,1993,volume no1,pg no30
[20]Also previous reference pg no 19

[21]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Ahsan-ul-Fatawa,Karachi,H.M Saeed Company,1977,volume no1,pg no32
[22]Qasmi,Muhammad Ibrahim,mufti/Kitab un Nawazil,India,Almarkaz ul Ilmi linnashr Al-Tahqiq,2014,pg no 229
[23]Rahmani,Khalid Saifullah,Molana/Kitab ul Fatawa,Karachi,Zam Zam Publisher,2007,volume no 1,pg no242
[24]Meherban Ali,mufti/Jamia tul Fatawa,Multan,Idara Taleefat e Ashrafia,1429Hijri,pg no31
[25]Zahid ur Rashidi,Molana/Islam Daily,Lahore,13October,2006,pg no 4
[26]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Ahsan-ul-Fatawa,Karachi,H.M Saeed Company,1977,volume no1,pg no155
[27]Also previous reference,volume no 9, pg no 227
[28]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Har Pareshani ka Elaj,Karachi,Kitab ghar,1433Hijri,pg no 15
[29]Also previous reference pg no 51
[30]Usmani ,Muhammad Taqi,mufti/Fatawa Usmani,Karachi,Maktaba Marif ul Quran,2012,volume no 1,pg no363
[31]Ludhyanvi,Rasheed Ahmad,mufti/Ahsan-ul-Fatawa,Karachi,H.M Saeed Company,1977,volume no2,pg no157
[32]Also previous reference,volume no 5, pg no157
[33]Also quoted above,volume no 7, pg no 543

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License